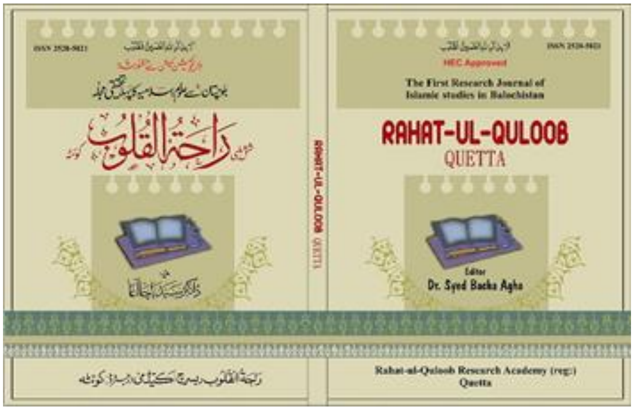

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

فلسفہ سیرت رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں

The Philosophy of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) seerah in the light of Quran

AUTHOR

1. Faiza Kanwal, M.Phil Scholar, Islamic Studies Department, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta., Pakistan.
2. Prof. Dr. Nosheen Zaheer, Associate Professor, Islamic Studies Department, Sardar Bahadur Khan Women University, Quetta., Pakistan. Email: nosheenirma@gmail.com

How to Cite: Faiza Kanwal, & Prof. Dr. Nosheen Zaheer. (2022). URDU: فلسفہ سیرت رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں: The Philosophy of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) seerah in the light of Quran. *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 124-136. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/433

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/433

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 124-136

Published online: 05-08-2022

QR. Code

فلسفہ سیرت رسول ﷺ قرآن کی روشنی میں

The Philosophy of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) seerah in the light of Quran

[1] فائزہ کنول		[2] نوشین ظہیر

ABSTRACT

The Philosophy of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) seerah in the light of Quran can be classified in to two broad categories. First category is called hikamat e imani that revolves around the Quranic beliefs system of Prophet Muhammad as a universal Prophet who is also seal of Prophet hood as last messenger of Allah. His mercy is not limited to Muslims or even human beings rather his mercy is on all creation of the worlds. And the completion of iman resides in the condition if one loves Prophet Muhammad more than one's own life and follow all teaching of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) without any objection etc. The second category is called Hikmat e usoole that revolves around the Quranic concept of duty of Prophet Muhammad (P.B.U.H) as teacher and preacher of last revealed religion, Islam to all human beings. As, every rule of the Islam is written in the Quran but for the explanation and spiritual guidance of each rule one must be dependent on the Ahadith and sunnah of Prophet Muhammad (P.B.U.H.) either in Islamic belief system, ibabdah, fiqh or mauamalaat.

Keywords: hikamat e Imani, Hikmat e usoole, Quranic concept, spiritual guidance.

فلسفہ یونانی زبان میں دو لفظوں سے مرکب ہے فلیین بمعنی محبت اور صوفیہ بمعنی حکمت -اس طرح لغوی اعتبار سے فلسفہ حب حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔ پس فلسفہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے تمام علوم کے موجد کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف انسان کو اس کی زندگی کا مقصد واضح کرتا ہے بلکہ اس کی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی پہلوں میں نظم وضبط کو مربوط رکھنے میں اس کی رہنمائی کرتا ہے۔اور انسانی ذہن کو نہ صرف سوچنے کی صلاحیت بلکہ اسے شعوری اور لاشعوری طور تر وہ وجدان عطا کرتا ہے جس کی مدد سے وہ اپنی ذات میں موجود اسراروں کو جانتا ہے کہ اسے اس کائنات میں کیوں بھیجا گیا؟ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کائنات اور اس کے مابین کیا رشتہ ہے؟ اس کائنات کا بنانے والا کون ہے؟ پس فلسفہ انسانی فطرت میں مابعد از طبیعات کے رجحان کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہونے کی حیثیت سے حکمت کو نہ صرف خیراً کثراً کہتا ہے۔ مزید برآں یہ بار بار انسان کو تعقّل و تفکّر کی دعوت دیتا ور وہ لوگ جو عقل وفکر سے کام نہیں لیتے انھیں چوپائے بلکہ بدترین حیوان قرار دیتا ہے [1]۔ اسلامی فلسفہ کی وہ انفرادیت جو اسے دوسرے فلسفوں (یونانی، مغربی اور دیگر ادیان) سے ممیز اور منفرد بناتا ہے وہ حب اللہ اور حب رسول ہے -اور اس کی بنیاد شریعت محمدی ﷺ پر ہے۔ پس اسلامی فلسفہ کا لازم وملزوم جزو فلسفہ سیرت میں پنہاں ہے-اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فلسفہ سیرت کیا ہے؟ یا الفاظ دیگر سیرت کو پڑھنے کی کیا حکمتیں کیا ہیں؟ حب رسول اور فلسفہ سیرت میں کیا تعلق ہے؟

فلسفہ سیرت کیا ہے؟

لفظ سیرت کی بیشمار لغوی اور اصطلاحی تعریفیں موجود ہیں جو محدثین، فقہہ اور سیرت نگاروں کے ذوق محبت رسول کا ثبوت پیش کرتی

ہیں۔ سیرت کے لغوی معنی چال چلن، طریقہ، طرز زندگی، عادات، ہیت، حالت اور سوانح عمری کے ہیں[2]۔ محدثین کی ایک جماعت نے سیرت کو نبی کریم ﷺ کے شمائل وخصائص کے نام سے ترتیب دیا اور دوسری جماعت نے غزوات نبی ﷺ کو سیرت سے تابیر کیا۔ کچھ اہل فقہہ نے اس لفظ کو بین الاقوامی قوانین کے طور پر استعمال کیا جبکہ کچھ نے شرعی قوانین سے منسلک کیا۔ اسی طرح ڈاکٹر محمود احمد غازی کہتے ہیں "ہر وہ چیز جس کا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے ذرہ برابر کا بھی تعلق ہے بیشک کوئی براہ راست تعلق نہ ہو لیکن تھوڑا سا بھی تعلق بھی ہو اسے سیرت کے دائرے کار میں لایا جائے گا"[3]۔

سیرت کی بالا درجہ تعریفوں سے یہ بات روشن اور واضح ہے کہ سیرت کا محور اصلیہ بنی کریم ﷺ کی ذات بابرکت ہے اور فلسفہ سیرت دراصل اسلام میں نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ اور ان کے مقام و مرتبہ کی حکمت ایمانی اور حکمت اصولی ہے۔ کیونکہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتا ہے وہ دراصل اللہ رب العزت پر ایمان لاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ وہ واحد ہستی ہیں جو ہمیں اللہ رب العزت سے نہ صرف متعارف کرواتی ہے بلکہ قرب خداوندی کا وسیلہ بھی بنتے ہیں۔ اور جو شخص نبی کریم ﷺ کے نبی ہونے کا منکر ہو وہ درحقیقت محروم نعمت ایمانی کے ساتھ ساتھ جہالت کی لامتناہی وادیوں کا مسافر بن جاتا ہے۔ پس فلسفہ سیرت حصول ایمان، قرب خداوندی اور دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی کا واحد ذریعہ ہے۔ جس کا حصول بنی کریم کی ذات مبارکہ پر ایمان لائے بغیر اور ان کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوئے بغیر ممکن نہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ اور اُن کے فلسفہ سیرت کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم سے جامع کوئی کتاب نہیں جس سے آپ ﷺ کے سیرت مبارکہ کا صحیح صحیح فلسفہ معلوم کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بحیثیت خاتم النبین مبعوث فرمایا جو کہ قیامت تک کیلئے ہیں۔ لہذا آپ ﷺ کی حیات مبارکہ پر قرآن دو حیثیتوں سے روشنی ڈالتا ہے۔ سیرت رسول ﷺ بحیثیت حکمت ایمانی، اور سیرت رسول ﷺ بحیثیت حکمت اصولی۔ دونوں حیثیتوں کے لحاظ سے ہی حضور ﷺ کی ذات اقدس ہمارے لئے کامل نمونہ ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں ہر قدم پر ہمارے لئے رہنمائی موجود ہے۔

سیرت رسول ﷺ بحیثیت حکمت ایمانی

سیرت کی حکمت ایمانی کا تعلق اور دائرے کار اس فزیکل کائنات سے افضل اور بالا ہے یعنی حکمت ایمانی انسان سے یہ تقاضہ کرتی ہے کہ اسے کسی دنیاوی علم اور پیمانوں سے نہ تو جانا جاسکتا ہے اور نہ ہی مانا۔ بلکہ یہ اپنی انوکھی نوعیت کی بنا پر صرف آسمانی اور میٹا فزیکل قوانین کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔ یہ میٹا فیزیکل قوانین تمام الہامی کتابوں سے عموما اور قرآن کریم سے خصوصا دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان قوانین کی روح سے اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے نبی اور رسول مبعوث فرمائے جو اپنے بعد میں آنے والوں کی بشارت دیتے رہے۔ قرآن پاک اس اصول کو یوں بیان کرتا ہے۔ سورۃ الاعراف میں حضور ﷺ کی رحمت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوباً عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُواْ بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُواْ النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔[4]

ترجمہ: وہ جو (محمد) رسول اللہ ﷺ کی جو بنی اُمّی ہیں کی پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر اور گلے میں تھے اُتارتے ہیں تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔

نبی کریم کی اوصاف و سیرت کا مقدس کتابوں میں تذکرے کا مقصد اول بنی نوع انسان کو آخری کائناتی مذہب اسلام اور آخر الزمان نبی حضرت محمد ﷺ کے لیے تیار کرنا ہے جو کہ فلسفہ سیرت کی ایمانی حکمت کا بنیادی اصول ہے۔ قرآن پاک آپ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی نبوت کی مہر قرار دیتا ہے اور آپ ﷺ کے بعد۔ ارشاد باری تعالی ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔ [5]

ترجمہ: محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی نبوت کی مہر (خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے)۔

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہرنے کی ایک واضح دلیل آپ ﷺ کے امام الانبیاء ہونے سے پیش کرتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کروائی۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی حضور ﷺ خاتم البنین کی دلیل پیش کرتیں ہیں لہٰذا اُن پر دین کی تکمیل بھی فرمادی گئی اور تمام احکامات اپنی مکمل جزئیات کے ساتھ بیان کر دیئے گئے تاکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ رہتی دنیا تک انسانوں کیلئے رشد وہدایت کا باعث ہو۔ ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ [6]

ترجمہ: اور آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو پسند کیا۔

نبی اکرم ﷺ کو صرف کسی ایک اُمت کی طرف نبی بناکر مبعوث نہیں فرمایا گیا (جیسا کہ پہلے انبیاء) کو کسی خاص اُمت یا قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا) بلکہ آپؐ کو تمام انسانوں کی طرف رحمت بناکر بھیجا گیا۔

وَمَا ارسلنك الا رحمة لعلمين۔ [7]

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا۔

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کو رحمت اللعالین کہنے والی ذات مبارکہ وہ ہے جو اپنا تعارف رب اللعالمین کہہ کر کرواتی ہے۔ پس آپ ﷺ پوری کائنات کے لیے بلا تخصیص جن وانس، حیوانات و نباداتء، جمادات و حشرات ہر کس وناکس اور ہر عالم کر لیے رحمت بناکر بھیجے گئے ہیں کیونکہ اس عالم امکان میں ہر شے کو اس کی استعداد کے مطابق جو فیض الہیٰ ملتا ہے وہ آپ ﷺ کے واسطے سے ملتا ہے۔ آپ ﷺ وہ ہستی ہیں جن کی آمد کے بعد مخلوق خدا کفر وشرک کے اندھیروں سے نجات پانے میں کامیاب ہوئی آپ ﷺ کی ذات بابرکت کے طفیل مخلوق نے اپنے خالق کو ناصرف پہچانا بلکہ اپنے رب سے تعلق استوار کیا۔ اگر لغوی طور پر لفظ رحمت کو دیکھا جائے تو یہ دو چیزوں کا مجموع ہے

رقت واحسان۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو رحمت جامعہ سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ ہر دردمند کے درد کو نا صرف محسوس کرتے ہیں بلکہ اس کے درد کا مداوا بھی کرتے ہیں۔ اس احساس رقت واحسان کو قرآن پاک دوسری آیت میں یوں بیان کرتے ہیں۔[8]

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ۔[9]

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آگئے ہیں تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر بہت شاق ہے تمہارے فلاح پر وہ بہت حریص ہیں مومنوں پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہیں۔

یعنی کہ اے مومنوں آپ کے پاس ایسے رسول مبعوث کیے گئے ہیں کہ جو چیز تمھیں تکلیف میں مبتلا کرے وہ میرے محبوب ﷺ کو بہت شاق گزرتی ہے اور آپ ﷺ نہ صرف مومنین کی اس کیفیت کو محسوس کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ ان پر بہت شفیق اور نہایت مہربان ہیں۔ رحمت محمدی ﷺ اپنے اندر اتنی وسعت رکھتی ہے کہ ایسے کلام پاک کی روشنی میں صرف مومنین تک محدود نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ رحمت مختلف انداز میں ان کج فہم لوگوں کو بھی اپنی رحمت سے اس طرح نوازتی ہے کہ وہ پہلی امتوں کی طرح اپنے فسق وفجور اور کفر وشرک کے باوجود فوری عذاب میں مبتلا نہیں ہوتے بلکہ تا قیامت اُن کو ہدایت وسیدھے راستے پر آنے کی مہلت عطا کردی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔[10]

ترجمہ: اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔

آپؐ کے وجود بابرکت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مومنین کو نبی کریم کی شفاعت کی خوشخبری دی ہے اور آپ ﷺ کی شفاعت بھی انہیں نصیب ہوگی جو کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اِذن سے نبی اکرم اپنی اُمت میں سے جس کی چاہیں شفاعت فرمائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلاَّ لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّٰهَ تَوَّاباً رَّحِيماً۔[11]

ترجمہ: اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسولؐ بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو نہایت معاف کرنے والا اور بے حد مہربان پاتے۔

ان تمام خوشخبریوں کے حقدار وہ لوگ ٹھہرے جو نبی کریم ﷺ کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک اسے یوں بیان کرتا ہے: النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ[12]۔ یعنی پیغمبر مومنوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت، پیروی تب ہی ممکن ہے جب ہر مسلمان مومن آپ ﷺ عقیدت کے علاوہ دلی محبت بھی رکھتا ہو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی محبت کو دنیاوی تمام محبتوں پر برتری وفوقیت دینے کا حکم دیا ہے۔ اس محبت کا عملی ثبوت نبی کریم ﷺ کی اتباع سے

ثابت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اتباع کرنا ہر مسلم پر فرض اور لازم ہے آپؐ کے اتباع کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات ہر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی پیروی و اتباع کو اللہ تعالیٰ کی پیروی ہی قرار دیا ہے کیونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لئے مبعوث فرمائے گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنے کے لئے اتباع رسولؐ ناگزیر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَطِيعُواْ اللّهَ وَأَطِيعُواْ الرَّسُولَ وَاحْذَرُواْ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُواْ أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِينُ۔[13]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے رہو اور ڈرتے رہو اگر منہ پھیروگے تو جان رکھو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام صاف صاف پہنچادینا ہے۔

مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّهَ وَمَن تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا۔[14]

ترجمہ: جو شخص رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر آپ ﷺ کو ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

فلسفہ سیرت بحثیت حکمت اصولی

فلسفہ سیرت کے ایمانی پہلو جہاں نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ پر قرآنی تعلیمات کے مطابق نہ صرف ایمان لانے کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ آپ ﷺ کی اطاعت کو اسلام میں داخل ہونے کے لیے لازم و ملزوم قرار دیتا ہے۔ وہیں فلسفہ سیرت کا حکمتی پہلو نبی کریم ﷺ کو بحثیت مفسر قرآن پاک کی آیات کو کھول کر بیان کرنے اور احکامات قرآنی کی تشریح و توضیح کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام احکامات قرآنی کو عملی جامہ پہنانے کا احاطہ کرتا ہے

فلسفہ سیرت کا پہلا اصول جو قرآن پاک واضح طور پر حضور ﷺ کو اللہ کا بندہ اور بشر قرار دیا گیا ہے۔ اور اس اقرار بشریت کی پہلی مصلحت نبی کریم ﷺ کو شرک کی آلودگی سے پاک رکھنا مقصود تھا کیونکہ گزشتہ امتوں (یہود اور نصاریٰ) نے اپنے انبیاء کو خدا کا بیٹا بنادیا تھا۔ لہٰذا جب نبی کریم ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ شروع کی تو آپ ﷺ نے اس عقیدے کی واضح انداز میں تصریح فرمائی کہ آپ ﷺ خدا نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں۔ آپ ﷺ خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں جو اپنے رب کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ اسی طرح اقرار بشریت کی دوسری مصلحت اُس حجت کو ختم کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر کسی بشر کا عمل کرنا ممکن نہیں۔ حضور ﷺ نے بحیثیت انسان تمام احکامات پر بعنیہ عمل کرکے دکھایا کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو یا کسی اور مخلوق کو رسول بنا کر مبعوث فرماتے تو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں تامل کرتے کہ یہ ہمارے بس میں نہیں۔

انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انسان ہی کو بحیثیت نبی و رسول کو اس لیے مقرر کیا گیا کہ انبیاء اپنی قوم کے لئے نمونہ، اُسوہ ہوتے ہیں اور اُن کا عملی نمونہ دوسروں کے لئے صرف مستحسن بلکہ بعض اوقات فرض وواجب ہوتا ہے۔ اگر وہ بشر نہ ہوتے اور جن و ملائکہ ہوتے تو منکرین اور معترفتین کو آسانی کے ساتھ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا کہ جو کام انبیاء کرتے ہیں وہ ہم نہیں کرسکتے کیونکہ وہ جن و ملک ہیں اور ہم بشر اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کو نبی بنا کر بھیجا اور اُن کی زندگی کا اپنے لئے نمونہ بنا کر اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ انبیاء کمال آدمیت

کے ساتھ کمال عبوریت کے مرتبے پر بھی فائز ہوتے ہیں۔

قُلۡ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَمَن كَانَ يَرۡجُواْ لِقَآءَ رَبِّهِۦ فَلۡيَعۡمَلۡ عَمَلٗا صَٰلِحٗا وَلَا يُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّهِۦٓ أَحَدَۢا۔[15]

ترجمہ: (آپ ﷺ) فرمادیجئے کہ میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں، میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات پر یقین رکھے تو چاہے کہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمۡ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞ فَٱسۡتَقِيمُوٓاْ إِلَيۡهِ وَٱسۡتَغۡفِرُوهُۗ وَوَيۡلٞ لِّلۡمُشۡرِكِينَ۔[16]

ترجمہ: اے نبی کریم ﷺ! آپ فرمادیجئے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود حقیقی بس ایک ہی ہے۔ پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اپنے گناہوں پر اس سے بخشش مانگا کرو اور مشرکین کے لئے ہلاکت ہے۔

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡۖ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ۔[17]

ترجمہ: ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے پس سب کے سب آدم زاد مرد بھیجے ہیں۔ ان کی طرف ہم وحی کرتے رہے۔ بس اگر تم لوگوں کو معلوم نہیں ہے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

قرآن مجید جہاں نبی کریم ﷺ کی بشریت کا تذکرہ کرتا ہے وہیں ان کے اعلیٰ اور ارفع مقام کو منصب نبوت سے سرفراز کرتا ہے۔ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٖ۔ اور آپ ﷺ کے اخلاق کو خلق عظیم قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے جب کفار مکہ کو دین اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے نبی کریم ﷺ کو ایسی ایذا رساں اور توہین آمیز باتیں کہیں جن کا برداشت کرنا ناممکن تھا مگر نبی کریم ﷺ نہ صرف ان تمام ایذا رسانیوں کر برداشت کیا بلکہ ان تمام لوگوں کو معاف کر کے احسان کی وہ مثالیں قائم کی جو رہتی دنیا تک روشن و درخشاں رہیں گیں۔ پس قرآن نبی اکرم ﷺ کی شان مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ کو نہ صرف افضل البشر قرار دیتا ہے بلکہ آپ ﷺ کو سب زیادہ قابل تکریم و تعظیم بیان کرتا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی شان بیان کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ قرآن پاک میں حضور ﷺ کی تکریم و تعظیم کے خصوصی احکام دیئے گئے ہیں جن پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضور ﷺ کو صرف نام لے کر پکارنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

لَّا تَجۡعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُم بَعۡضٗاۚ قَدۡ يَعۡلَمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمۡ لِوَاذٗاۚ فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[18]

ترجمہ: مؤمنو پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بے شک اللہ کو وہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا درد ناک عذاب ہو۔

اسی طرح سورۃ الحجرات میں حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور جو لوگ حضورؐ کے سامنے دبی

آوازوں میں بات کرتے ہیں ان کے لئے بخش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی عزت و تکریم میں اُن کی کسی رائے سے اختلاف کرنے اور اُن کی اور قرآن کی کسی بات کے آگے اپنی رائے رکھنا یا بات کہنے سے بھی سختی سے منع فرمایا گیا ہے[19]۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی فلسفہ سیرت کے اس بنیادی اصولی پہلو کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہے کہ آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا ممکن نہیں لیکن ساتھ ہی نص قرآنی آپ ﷺ کی بشریت کو نبوت ورسالت سے منسلک کر کے عمومی بشریت سے ممیز ممتاز کرتی ہے۔

وما ینطق عن الھوٰی ان ھو لا وحی یوحی۔[20]

ترجمہ: اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا اس کو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے۔

آپ ﷺ قرآن ہو یا کوئی دوسرا اشارہ اپنے میلان نفس سے کوئی بات نہیں کرتے پس وحی جلی ہو یا وحی خفی سب اللہ پاک کی طرف سے ہے جو سخت قوتوں والا ہے۔ با الفاظ دیگر قرآن پاک جو دین کی اصل اساس ہے وہ بلا واسطہ رسول، امت کو نہیں دیا گیا کہ وہ خود اسے سمجھیں اور اس پر عمل کریں بلکہ یہ کلام پاک نبی آخر الزماں ﷺ پر نازل کیا گیا تاکہ وہ اس کی قولی اور عملی تشریح و توضیح کریں۔

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم و لعلکم یتفکرون۔[21]

ترجمہ: اور نازل کیا ہم نے آپ کے پاس ذکر (کتاب کو) پاکہ آپ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ان کی طرف اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

پھر قرآن پاک نبی کریم ﷺ کے منصب مفسر و شارح اور مربی و معلم کو ان الفاظ میں واضح بیان کرتا ہے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔[22]

ترجمہ: جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں سے ایک رسول تم ہی میں سے کہ پڑھتا ہے تم پہ ہماری آیتیں، اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب و حکمت اور سکھاتا ہے تم کو وہ باتیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

لقدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔[23]

ترجمہ: بہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرے ان پر ان کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور تعلیم کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت اور بالیقین تھے وہ اس سے پہلے گمراہی میں۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔[24]

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور

انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتا ہے اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

مندرجہ بالا آیات میں تین چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: 1) تلاوت آیات قرآنی 2) تزکیہ نفس 3) تعلیم کتاب و حکمت

آپ ﷺ امی ہونے کے باوجود اللہ کا کلام اور اس کی بھیجی ہوئی آیات سناتے ہیں اور لوگوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں یعنی نبی کریم ﷺ انھیں صحیح عقائد کی تبلیغ کر کے شرک اور گندے افکار و اعمال سے پاک کرتے ہیں۔ پس فلسفہ سیرت کی اصولی حکمت اسلام کے ایمانیات ثلاثہ اور اسلامی عبادات کی تبلیغ سے منسلک ہیں۔ ایمانیات ثلاثہ میں توحید (ایمان باللہ)، معاد (ایمان بالآخرت) اور رسالت شامل ہیں۔ یہ تینوں عقائد میں گہرا منطقی ربط موجود ہے۔ عقیدہ توحید ایک ذات پر ایمان کا نام ہے جس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے، نہ انتہا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اسے کسی نے جنا اور نہ کوئی اس سے جنا گیا، وہ تمام صفات با کمال سے بتمام و کمال متصف ہے۔ وہ تنہا اور یکتا ہے اپنی ذات، صفات اور اختیارات میں، اور اس کا شریک کوئی نہیں۔قل ھواللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔[25]

جہاں عقیدہ توحید اللہ رب العزت کو تمام مخلوقات کے خالق و مالک کا درجہ عطا کرتا ہے اور تمام مخلوقات کو عارضی اور فانی قرار دیتا ہے چاہے وہ فرشتے ہوں انبیاء ہوں یا اور کوئی مخلوق–جبکہ عقیدہ آخرت انسان کو اس دنیا اور دنیاوی زندگی کے حقیر اور بے ثباتی ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ اور انسان میں ایک احساس ذمہ داری کو اجاگر کرتا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی درحقیقت ایک آزمائشی اور امتحانی وقفہ ہے جو انسان کو اس کی ابدی اور مستقل منزل میں کامیابی یا ناکامی سے ہمکنار کروائے گی۔ عقیدہ آخرت دراصل بعث بعد الموت، حشر و نشر، حساب و کتاب، جزا و سزا اور جنت و دوزخ کا احاطہ کرتا ہے۔ عقیدہ رسالت تمام انبیاء علیہم السلام پر اور ان کی لائی ہوئی شریعت و الہامی کتابوں پر ایمان لانے سے وابسطہ ہے اور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اور آپ ﷺ پر نازل آخری کتاب ﷺ قرآن مجید فرقان حمید پر ایمان لانا و عقیدہ رسالت کا لازمی جزو ہے اور اس پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ان تینوں عقائد میں گہرا منطقی ربط موجود ہے جو انسان کے آخرت میں محاسبہ کی بنیاد اور معیار کو واضح کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو جب جوابدہ بنایا تو اسے حواس خمسہ کے ساتھ ساتھ نفس، قلب اور روح کی حقیقت سے بھی آگاہ کیا۔ اور اس آگاہی کے لیے انبیاء و رسل بھیج کر نہ صرف اتمام حجت کیا بلکہ قطع عزر کیا کہ ہمیں کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا۔ اور آپ ﷺ کو تمام عالم بنا کر رسول بنا کر بھیجا کہ آپ ﷺ اللہ کا پیغام تمام بنی نوع انسان تک پہنچا دیں۔

عقائد کی درستگی کے بعد نبی کریم ﷺ کی فلسفہ سیرت کا دوسرا اصولی پہلو بندگان خدا کو اسلامی عبادات اور اس کے لوازمات سے روشناس کروانا ہے۔ قرآن پاک تمام اسلامی عبادات کی اصل کو بیان کرتا ہے مگر اس کی مکمل تفصیل کا حصول نبی آخر الزمان کی سنت کے بغیر ممکہ نہیں۔ قرآن پاک مومنین کو اقیموا الصلوۃ کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اس اقیموا الصلوۃ کا طریقہ جاننے کے لئے نبی کریم ﷺ کی سنت سے رجوع کرنا لازم و ملزوم ٹھہرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلي[26] (تم جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو)۔ پس نبی کریم ﷺ نے امت کو واضح طور پر آگاہ کر دیا کہ قرآن میں درج عبادات کی ادئیگی کا واحد درست طریقہ نبی ﷺ کی سنت میں پوشیدہ ہے۔ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے نہ صرف نماز کے اراکین اور ان کی ترتیب، نماز کی رکعات بلکہ ان کی صحیح کیفیات کا بھی پتہ چلتا ہے نماز کے اراکین

کی ترتیب اس طرح بیان ہوئی ہے کہ:" حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) کہتے، پھر رکوع جاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور اس کے ساتھ ربنا لک الحمد کہتے، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاتے پھر سجدے سے اٹھتے ہوئے اللہ اکبر پھر دوسرے سجدے میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے، پھر دوسرے سجدے سے اٹھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر اسی طرح نماز کی تمام رکعتوں میں کرتے اور اس طرح نماز ختم کر دیتے، دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے "۔[27] نبی کریم ﷺ نے نماز کے ہر رکن کو طمانیت اور سکون کے ساتھ ادا کرنا کا حکم دیا ہے۔

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَكَبِّرْ. ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ. ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً. ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِماً. ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً. ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِساً. ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي كُلِّ صَلاَتِكَ كُلِّهَا۔[28]

ترجمہ: جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (تو پہلے، اچھی طرح وضو کر لو، پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر) تکبیر کہو، پھر قرآن کی جو (سورت وغیرہ) تمہیں آسان معلوم ہو اسے پڑھو، پھر طمانیت کے ساتھ رکوع کرو، پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر طمانیت کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر (دوسرا) سجدہ کرو، پھر سر اٹھاؤ اور بمانیت کے ساتھ بیٹھ جاؤ، پھر اپنی ساری نماز (اسی طرح اطمینان کے ساتھ ادا کرو)۔

نماز کی طرح تمام اراکین اسلام روزہ، زکوہ، حج اور جہاد کی تمام تفصیلات نبی کریم ﷺ کے فلسفہ سیرت کے اصولی پہلوں کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ جس کے بغیر دین اسلام کا مکمل ادراک ناممکن ہے اور اگر صرف ایسی پہلو پر لکھائے جائے تو اس کا احاطہ کرنا اپنی طوالت کے اعتبار سے انتہائی وقت طلب کام ہے۔ عبادت سے متعلق تمام مسائل کا عموما اور فقہی مسائل سے متعلق مسائل کا حل مخصوصا نبی کریم ﷺ کی سنت اور احادیث مبارکہ کی حکمت اصولی کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ عبادات میں سے نماز کو مختصر بیان کیا گیا ہے اسی ربط میں اگر نماز قائم کرنے کی اول شرط طہارت کو صرف لے لیا جائے تو سیرت بحیثیت حکمت اصولی کو فقہی مسائل کے حل کا واحد ذریعہ قرار دیا جائے گا۔ قران پاک میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ:

یاأیها الذین آمنوا إذا قمتم إلی الصلاة فاغسلوا وجوهكم وأیدیكم إلی المرافق وامسحوا برءوسكم وأرجلكم إلی الكعبین وإن كنتم جنبا فاطهروا وإن كنتم مرضى أو على سفر أو جاء أحد منكم من الغائط أو لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه۔[29]

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو سر کو اور پاؤں ٹخناں تک اور اگر تم کو بنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے۔

اس آیت قرآنی میں میں تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے: وضو، غسل جنابت اور تیمم۔ سورہ المائدہ کی اس آیت مبارکہ سے وضو کے فرائض واضح ہیں جن میں پہلا منہ دوسرا ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا تیسرا سر کا مسح اور چوتھا پاؤں ٹخنوں تک دھونا شامل ہیں۔ اسی طرح وضو میں

امور سنت بھی شامل ہیں۔ نیت کرنا، پہنچوں تک تین بار شروع میں ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی سڑکنا، ناک جھاڑنا، ہر دھوئے جانے والے عضو کو تین بار دھونا، سر کا مسح ایک بار کرنا، ترتیب اور توالی کے ساتھ وضو کرنا۔ (تفسیر مظہری، جلد دوم، ص507)اس آیت کریمہ کی تفسیر کو نبی کریم ﷺ کے عملی طریقہ کو نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور آپ ﷺ کی سنت کے بغیر سیکھنا ناممکن ہے۔ وضو کا طریقہ متعدد آحادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے جس میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے:

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضي الله عنه دَعَا بِوَضُوْءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَـلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَـلَاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَـلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَـلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا، وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔[30]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی اُنڈیلا اور اُنہیں تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈال کر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور ناک صاف کیا۔ پھر تین دفعہ اپنے چہرے کو دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین دفعہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر ہر پیر کو تین دفعہ دھویا۔ پھر فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اِسی طریقہ سے وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جو کوئی میرے وضو جیسا وضو کرے، پھر دو رکعتیں پڑھے اس دوران دل میں کوئی اور خیال نہ آنے دے تو اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

امت محمدی کی رہنمائی کے لیے سورہ المائدہ میں درج غسل جنابت کا مکمل طریقہ بھی نبی کریم ﷺ کی سنت طیبہ اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے:

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: سَتَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَائِطِ أَوِ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔[31]

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے پردہ کا اہتمام کیا جب کہ آپ ﷺ غسل جنابت فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ اور اُس کے ارد گرد جہاں کوئی چیز لگی تھی اُسے دھویا پھر اپنا ہاتھ دیوار پر یا زمین پر رگڑا۔ پھر نماز جیسا وضو کیا سوائے پیروں کے۔ پھر اپنے جسم پر پانی بہایا۔ پھر دوسری جگہ جا کر اپنے پیر دھوئے۔

وضو اور غسل کے علاوہ پاکی اختیار کرنے کا تیسرا قرآنی طریقہ تیمم ہے۔ شریعت میں تیمم پانی کی غیر موجودگی میں مٹی سے پاکی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کی قرآن پاک کے کر حکم کی وضاحت کی اہمیت اس حدیث سے لگائی جا سکتی ہے کہ جب تیمم کا حکم آیا اور صحابہ اکرام

اس کے طریقہ سے انجان تھے ان اصحاب نے نبی کریم ﷺ سے سرا واقع بیان فرمایا اور آپ ﷺ نے انھیں تیمم کا طریقہ بتایا۔ جس کی تفصیل میدرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے اور میں نے پانی نہیں پایا، (یعنی اب میں کیا کروں؟) حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ ہم ایک سفر میں ساتھ تھے، میں اور آپ، (اور ہم دونوں کو غسل کی حاجت ہوئی تو) جہاں تک آپ کی بات ہے، آپ نے نماز ادا نہیں کی تھی (کیوں کہ یہ حکم ابھی معلوم نہیں تھا کہ غسلِ جنابت کے لیے پانی نہ ہو تو وضو والا تیمم کافی ہو گا؟) اور جہاں تک میری (عمار کی) بات ہے تو میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہو کر (یعنی یہ سمجھ کر کہ غسلِ جنابت کی جگہ تیمم کا طریقہ یہی ہو گا کہ پورے جسم پر مٹی لگائی جائے) نماز ادا کر لی تھی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کے لیے اتنا ہی کافی تھا اور (یہ ارشاد فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر ان میں پھونکا، پھر انہیں اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرا، پھر دونوں ہاتھوں پر پھیرا۔[32]

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے فلسفہ سیرت بحیثیت اصولی کی عقائد، عبادات اور فقہی معملات میں اہمیت و افادیت واضح ہے لیکن فلسفہ سیرت کے اصولی پہلو کی معاملات میں حجت سورہ النساء کی مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہے:

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً۔[33]

ترجمہ: اے حبیب تمہارے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی روکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے ایمان کا دارومدار اس بات کو قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ نبی کریم ﷺ کے فیصلے کو بغیر کسی دلی گراوٹ کے قبول نہ کرلے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کا فیصلہ ہی حکم کی حیثیت رکھتی ہے اللہ پاک کی کتاب کی روشنی میں۔

حوالہ جات

---

[1] سید محمد عبد اللہ، ڈاکٹر (رئیس ادارہ)، اردو دائرۃ، دانش گاہ پنجاب، لاہور1985ء، ج15، ص452

[2] سید عرفان احمد، "انسائیکلوپیڈیا سیرت النبی ﷺ: "کراچی، زم زم پبلیشرز، 2005ء

[3] محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات سیرت، لاہور، الفیصل پبلیشرز، 2007ء، ص25

[4] القرآن: سورۃ الاعراف:157

[5] القرآن: سورۃ الاحزاب:40

[6] القرآن: سورۃ المائدہ:3

[7] القرآن: سورۃ الانبیاء:107

[8] پیر کرم شاہ: "ضیاء القرآن:" (جلد سوم)، لاہور، ضیاء القرآن پبلیشر، 1995، ص191-194

[9] القران: سورۃ التوبہ: 127

[10] القرآن: الانفال: 33

[11] القران: سورۃ النساء: 64

[12] القرآن: سورۃ الاحزاب: 6

[13] القرآن: سورۃ المائدہ: 92

[14] القرآن: سورۃ النساء: 80

[15] القرآن: سورۃ الکھف: 110

[16] القرآن: سورۃ الفصلت: 6

[17] القرآن: سورۃ النحل: 43

[18] القرآن: سورۃ النور: 63

[19] القرآن: سورۃ الحجرات: 31

[20] القرآن: سورۃ النجم: 3، 5

[21] القرآن: سورۃ النحل: 44

[22] القرآن: سورۃ البقرۃ: 151

[23] القرآن: سورۃ ال عمران: 164

[24] القرآن: سورۃ الجمعۃ: 2

[25] القرآن: سورۃ الاخلاص: 41

[26] ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مولانا محمد داؤد دراز (مترجم)، مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند، دہلی، 2004، باب 18، ص 603، حدیث نمبر 631

[27] ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مولانا عبدالرزاق دیوبند (مترجم)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج2، ص291 حدیث نمبر756

[28] احمد بن محمد بن حنبل، مسند، مولانا محمد اسلم زاھد (مترجم)، عبدالرؤف، لاہور، جلد دوم، ص784، حدیث نمبر9648

[29] القرآن: سورۃ المائدہ: 6

[30] ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مولانا محمد داؤد دراز (مترجم)، باب 33، حدیث نمبر158، ج2، ص 314

[31] ایضا، باب اول، حدیث نمبر 249، ص۔ 367366

[32] ایضا، باب 4، حدیث نمبر 338، ص 418

[33] القرآن: سورۃ النساء: 65